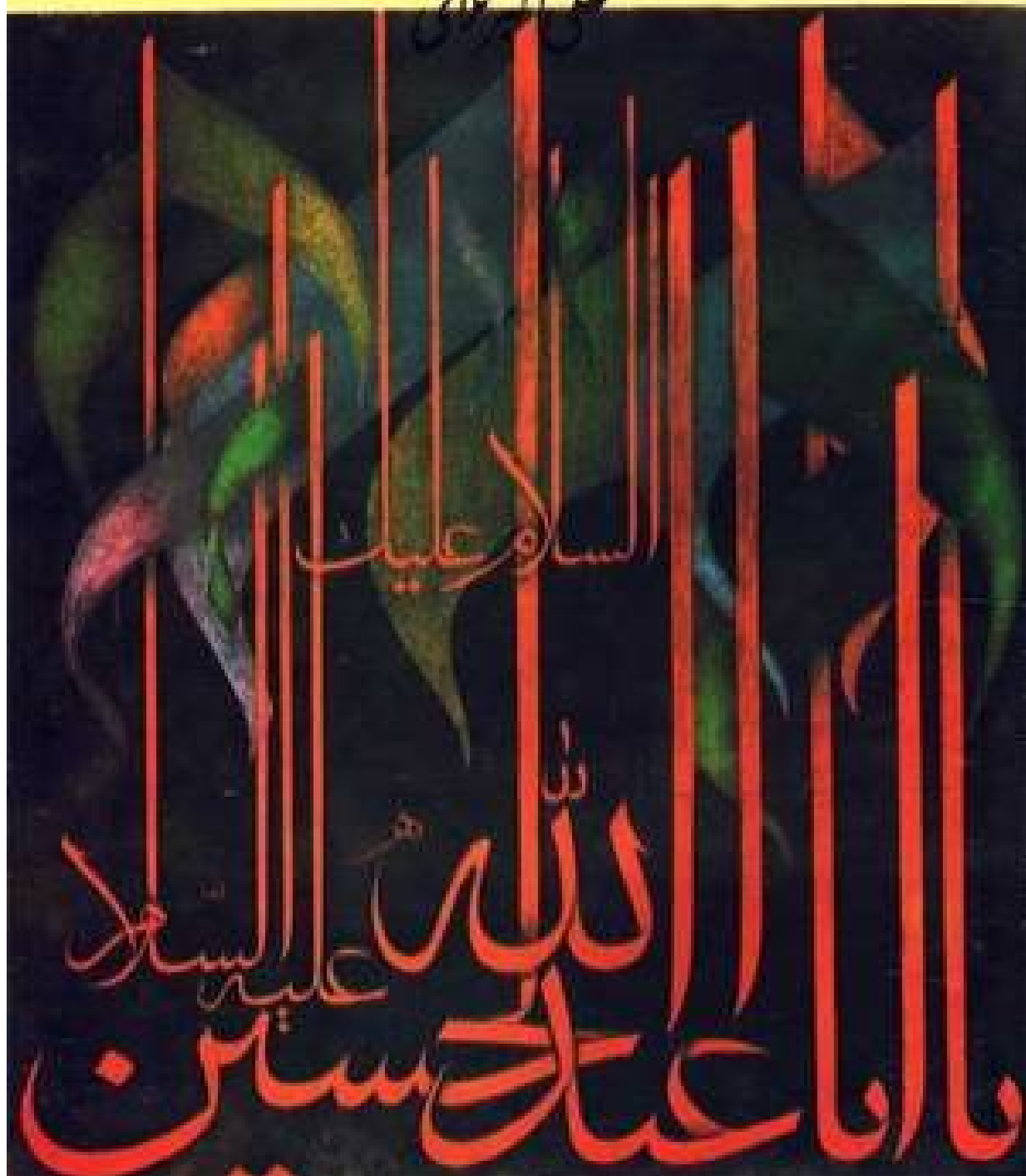


حسین اور حسنین

از قلم

علی اکبر قلائی



حُسَيْنُ الْحُسَيْنِيَّةِ

از قلم

علی اکبر تلافی

ترجمہ فضائل الحسین

سید ذوالفقار علی زیدی

ناشر
المحررین پبلشرز پاکستان کراچی

کتاب کی شناخت

نام کتاب	فضائل الحسین	حسین اور حسینیت
مؤلف	علی اکبر تلافی	
مترجم	سید ذوالفقار علی زیدی	
ناشر	الحرمین پبلشرز پاکستان کراچی	
مطبع	یورپ پرنٹنگ پریس کراچی	
سال طبع	جنوری ۱۹۹۵ء	
تعداد	ایک ہزار	
صفحات	۲۸	
ایڈیشن	پہلا	
ہدیہ	۱۵ روپے	
رابطہ	پوسٹ بکس نمبر ۱۵۵۵۶	
	پوسٹ کوڈ ۷۵۵۳۰ کراچی	

ملنے کا پتہ : علی بک ڈپو
عباس ٹاؤن ابوالحسن اصفہانی روڈ
اسکیم ۳۳ بلاک ۸/۴ گلشن اقبال کراچی
فون : ۸۱۳۱۳۶۲

جملہ حقوق محفوظ ہیں

شاه است حسینؑ بادشاه است حسینؑ
 دین است حسینؑ دین پناه است حسینؑ
 سرود نه داد دست در دست یزید
 حقا که بنائے لاله است حسینؑ
 (خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ)

وقف نامہ

جلد کتاب _____ برائے الدین ثواب

مرحوم / مرحومہ _____ ابن / بنت _____

مسجد - امامبارگاہ - لائبریری _____ میں
مومنین و مومنات کے استفادہ کے لئے وقف کی گئی ہے / ہیں۔

قارئین سے التماس دعا

وقف کنندہ



تاریخ

من ورّخ نفساً کانما احیایا

جس نے کسی کی تاریخ بیان کی تو گویا اس نے اسے زندہ کیا

پیش لفظ

کر بلا اگرچہ دیکھنے میں ایک مختصر سا واقعہ ہے جو مہر محرم کی صبح کو شروع ہو کر اسی دن سہ پہر کو ختم ہو گیا۔ مگر اپنے اثرات اور رد عمل کے اعتبار سے اس واقعے نے رنگ، نسل اور مذہب مقام اور وقت کی تفریق کے بغیر انسانی زندگی کے ہر شعبے پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔

انسانی اقدار جس قدر ترقی کرتی ہیں اسی مناسبت سے حسین کی یاد اور غم بھی بڑھتا جاتا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ آج ایسے ملکوں میں بھی جہاں مسلمانوں کی آبادی کم اور بہت کم ہے۔ محرم کے ابتدائی دس دنوں میں حسین کی یاد کے جلسے ہوتے ہیں، جن میں ہر مذہب اور ہر فرقے کے لوگ شریک ہوتے ہیں، اور کر بلا کے واقعات کے متعلق تاریخ کی روشنی میں سنتے ہیں۔ نظمیں پڑھی جاتی ہیں اور تقریریں ہوتی ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے جس عزم کے ساتھ اسلامی تہذیب کی سلامتی اور عالم انسانیت میں امن و امان کے قیام کے لئے قربانی دی ہے ان جلسوں میں اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس پس نظر میں یہ احساس بھی بیدار کیا جاتا ہے کہ دنیا کے ہر مذہب کا مقصد یہ ہے کہ انسان شر کے راستے کو چھوڑ کر خیر کے راستے کی طرف پلٹ آئے۔ یہ سیاست اور اس کی ضرورتیں ہوتی ہیں جو انسانیت کے رشتوں کو جوڑنے کے بجائے توڑا کرتی ہیں۔ سیاست کی توسیع پسندی اور

جارجیت مذہب کے نام کو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرتی ہے۔

امام حسین علیہ السلام نے کربلا کے میدان میں یہ واضح کر دیا کہ وہ ”مذہب“ نہیں تھا جس نے آپؑ اور آپؑ کے ساتھیوں کا خون بہایا بلکہ اقتدار کے لباس میں درندگی تھی جس نے چھ مہینے کے پیا سے بچے پر بھی ترس نہیں کھایا اور اسے تیرے گھائل کیا۔ مذہب تو دراصل یہ تھا کہ حرن یزید ریاحی، اس کا بیٹا، بھائی اور غلام شر کے راستے کو چھوڑ کر خیر کے راستے کی طرف پلٹ آئے اور حق کی پاسداری میں اس بات کی بھی پرواہ نہیں کی کہ موت ان کی طرف آرہی ہے یا وہ موت کی طرف جارہے ہیں۔ کیونکہ مذہب آدمی کو صرف حق کا پاسدار بناتا ہے اور حق کی پاسداری کرنے والا موت سے نہیں گھبراتا۔ اسلام دنیا کا عظیم مذہب ہے مگر وہ اسلام جسے خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش کیا، جس میں نہ یہ جذبہ تھا کہ کمزوروں پر اپنی حکمرانی مسلط کی جائے نہ یہ خواہش کہ دوسروں کی محنت کا استحصال کر کے اپنی ندگی کے لئے آسائشیں مہیا کی جائیں۔ حسینؑ نے اسی اسلام کی خاطر اپنی جان کی قربانی دی۔ اس اسلام کی خاطر نہیں جس پر بادشاہوں اور آمروں نے اپنی تصدیق کی مرہبت کی تھی۔ بادشاہوں کے ظلم و ستم کو اسلام کے سر ڈالنا سراسر نا انصافی ہے۔ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس اسلام کی تاریخ از سر نو مرتب کی جائے جس کی پاسداری کرتے

ہوئے امام حسینؑ نے اپنی اور اپنے خاندان والوں کی قربانی دی ہے۔ اس لئے رسول خداؐ کے پیش کئے ہوئے اسلام کو سمجھنا ہے تو کربلا کے میدان میں آکر سمجھنا ہوگا۔ بادشاہوں کے درباروں میں نہیں۔ اس بارے میں انسان اگر مخلص ہے تو عاشورہ کی روشنی میں حسینؑ اور حسینیت کو سمجھنے کی کوشش کرے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ رسولؐ نے ”حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں“ کیوں فرمایا تھا موجودہ زمانے میں حسینؑ صرف ایک ذات نہیں بلکہ ان کی ہستی عدل، مساوات، محبت، رفاقت، رواداری، امن، سلامتی، قربانی، ایثار اور انسان دوستی کی ایک علامت کے طور پر نظر آتی ہے۔

حسینؑ نے جس اسلام کی پاسداری کی تھی وہ عالمگیر اخوت کا پیغام تھا، جو عالم انسانیت میں صرف اس مختصر سمجھوتے کی بنا پر قائم ہوا تھا کہ ”آؤ ہم سب اس بات پر اتفاق کر لیں کہ صرف ایک خدا کی عبادت کریں اور اس کے علاوہ کسی دوسرے کی پرستش نہیں کریں۔“ حضور اکرمؐ سے کسی نے پوچھا تھا کہ تمام کا تمام اسلام کیا ہے؟ فرمایا ”تمام کا تمام اسلام یہ ہے کہ خدا کی اطاعت کی جائے اور مخلوق خدا پر شفقت کی جائے۔“ یہی اسلام حسینؑ کے نانا کا اسلام تھا۔

آج حسینؑ اور حسینیت کو جو مقبولیت اور ہر دلعزیزی حاصل ہے، اس کے پیش نظریہ کتنا غلط نہیں ہوگا کہ اگر اسلام کا جھنڈا ملوکیت کے ہاتھوں میں نہ آگیا ہوتا تو اسلام بھی ایسا ہی مقبول اور ہر دلعزیز مذہب ہوتا جتنا حسینؑ کا غم اور یاد مقبول ہے۔ جب اسلام کی پاسداری کرنے والا سارے عالم کی محبتوں اور

عقیدتوں کا مرکز ہے تو یقیناً وہ اسلام بھی مقبول عام ہوتا جس کی پاسداری میں حسینؑ نے اپنا سر کٹوا دیا۔ آمروں نے جب اپنی ذاتی خواہشات کو اسلام کا نام دیا تو اس سے مذہب کو نقصان پہنچا اور اس کی مقبولیت متاثر ہوئی۔

یقیناً ملت مسلمہ کی تاریخ میں جن عناصر نے اسلام کی اصل صورت کو بگاڑ کر رکھ دیا انہوں نے اپنے مفاد کو ترجیح دی اور اسلام کے مفادات کی پرواہ نہ کی۔ گزرتے زمانے کے ساتھ فطرت یہ آئی تھی کہ مسلمانوں کا خلیفہ اسلام کے اہم محاذ (مسجد) میں رسولؐ کے منبر پر بیٹھ کر یہ کہہ رہا تھا کہ ”نہ تو کوئی وحی آئی اور نہ ہی کوئی فرشتہ آیا“ بلکہ بنی ہاشم نے حکومت حاصل کرنے کے لئے ایک ڈھونگ رچا رکھا تھا۔ ”یعنی ایک ایسا مرحلہ بھی پہنچا کہ قریب تھا کہ اسلام ختم ہو جائے، نابود ہو جائے۔ اسلام مدد کے لئے پکار رہا تھا۔ فریاد کر رہا تھا کہ ”ہے کوئی مجھے بچانے والا؟“ ”ہے کوئی میری مدد کرنے والا؟“ حسینؑ نے اس فریاد پر لبیک کہا۔ حاذق طبیب کی طرح قریب المرگ اسلام کے مرض کی مکمل تشخیص کی۔ پتہ چلا کہ خون دیئے بغیر علاج ممکن نہیں۔ اس مریض کی خون سے ہم آہنگ خون کا بندوبست کیا۔ اور جن کا خون اسلام کے مزاج پر پورا نہیں اترتا تھا، وہ اگر سامنے بھی موجود تھے تو بھی چراغ گل کر کے جانے کو کہا اور جن کا خون اسلام کے مزاج سے ہم آہنگ تھا وہ اگر موجود نہ بھی تھے تو بھی خطوط لکھ کر بلایا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حسینؑ نے اپنے اعزہ اور اپنے خون سے جاں بہ لب اسلام کو زندگی بخشی۔ حسینؑ نے اپنے آپ کو فنا کر کے حسینیت کو وجود بخشا جو اسلام کی زندگی کا باعث بنی۔

یہی مسینیت سارے عالم انسانیت میں مقبول ہے، بلکہ اسلام کی اصل صورت ہی وہی ہے جسے مسینیت کہا جاتا ہے۔ اقبال کے مطابق یہی وہ حقیقت ابدی ہے جس کا وہ سرانام اسلام ہے۔ عصر حاضر میں انسانی حقوق کا منشور جن اخلاقی اقدار پر مبنی ہے، ان اقدار کا سنگ بنیاد اسلام نے رکھا ہے۔ انہیں اقدار کی حمایت کا نام مسینیت ہے۔ کیونکہ بقول خواجہ اجیرؒ

شہ است حسین پادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نہ دلو دست در دست یزد
حقا کہ پنا لا الہ است حسین

اسلام زندہ باد، حسینیت زندہ باد

ذوالفقار علی زیدی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

«إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا»

تمہید

سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خداوند عالم نے ارادہ کیا ہے کہ تم اہل بیت رسول کو ہر رجس سے پاک رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔

خداوند عالم نے عصمت اور طہارت کا تاج رسول اکرمؐ اور آپ کے اہل بیتؑ کے سر پر رکھا۔ ان حضرات نے اپنی زندگی کے تمام مراحل میں کسی بھی لغزش کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔

لہذا ہم مجبور ہیں کہ بڑے فخر کے ساتھ اپنی ضروریات میں ان حضرات کی طرف رجوع کریں اور جو کچھ ان سے سیکھ سکتے ہیں، سیکھ لیں تاکہ ہدایت کی راہ پر قدم آگے بڑھا سکیں۔

لیکن یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب ہم اسلامی معتبر اور بنیادی مدارک کی طرف رجوع کریں اور اس عظیم خاندان کی ممتاز اور بے مثل شخصیات کے علمی اور عملی مقام کو پہچانیں۔

اسی مقصد کے حصول کی خاطر زیر نظر کتابچہ کو جمع کرنے کی جستجو کی تاکہ خود بھی کوئی فائدہ حاصل کر سکیں اور دوسرے مسلمانوں خصوصاً نوجوانوں تک ان ہستیوں کا تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہوئے اپنی معاشرتی خدمات کا حصہ بھی ادا کرنے کی کوشش کریں۔

اس سلسلے کے ہر جز میں اس پاکیزہ خاندان کے ایک فرد کی زندگی اور مختصر تاریخ اور ان کے فضائل و مناقب کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرات اہل بیت کرام کے فضائل و مناقب کے لئے تو کئی ایک ضخیم جلدیں درکار ہیں لیکن یہ مصداق اس شعر کے کہ۔

آبِ دریا را اگر نتوان کشید
ہم بقدر تنگی باید چشید

”اگر دریائے کے سارے پانی کو پیا نہیں جاسکتا تو پھر بھی اپنی تنگی کے بقدر پیا جاسکتا ہے۔“

اس مجموعے میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ جو بھی حدیث یا مطلب بیان کیا جائے وہ معجزہ دارک اسلامی سے لے کر بیان کیا جائے تاکہ قارئین کو زیادہ سے زیادہ اطمینان حاصل ہو۔

اس امید کے ساتھ کہ ان مقدس ہستیوں کے اہل اسوہ کی ایک جھلک ہمارے کردار اور گفتار سے بھی منعکس ہوگی اور یہ عظیم ہستیاں بھی ہمیں اپنے

یہود کا روں میں قبول کریں۔
 ہم خداوند عالم کے حضور ان کے آخری فرد حضرت مہدی صاحب
 العصر (عج) کے جلد ظہور کی دعا کرتے ہیں۔

والسلام
 علی اکبر خٹائی
 ۲۳ شوال ۱۴۳۳ ہجری قمری



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حسینؑ اور حسینیت

حضرت امام حسینؑ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور سیدہ عالیان حضرت زہراؑ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپؑ نے مدینہ منورہ میں ۳۰ شعبان ۴۰ ہجری کو ولادت پائی۔ (مصباح المجتہد ص ۷۰۸) اور اصول کافی کی روایت کے مطابق ۲۷ شعبان ۴۰ ہجری کو ولادت پائی (اصول کافی جلد ۱ ص ۲۲۳) (ارشاد ص ۸۸) آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ کے القاب میں شہید، طیب، ذکی، مبارک، سبط اور سید ہیں (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۲۲۶) آپ اپنے بڑے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام سے چھ ماہ دس دن چھوٹے تھے۔ سات سال کی عمر تک اپنے نانا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ چلتے پڑھتے رہے۔ آپؑ کے بعد تیس سال تک حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی صحبت میں گزارے اور دس سال اپنے بڑے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام کی معیت میں گزارے۔ (تاریخ الملک بیت ص ۷۶) حضرت امام حسن علیہ السلام کی مظلومانہ شہادت کے بعد ۶۰ ہجری میں منصب امامت پر فائز ہوئے (کافی جلد ۱ ص ۲۲۲/۲۲۳) آپ کی امامت کا زمانہ معلویہ کی حکمرانی کا دور تھا لہذا جب سے حضرت امام حسنؑ نے معلویہ کے ساتھ صلح کی تھی، آپؑ نے بھی اس کو

جاری رکھا۔ کیونکہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی کوششوں کی بنا پر لوگ حق و باطل کو پہچان گئے تھے اور اسلام کی بنیادوں میں کوئی تزلزل نہیں آیا تھا۔ لیکن یہ خطرہ اس وقت شروع ہوا جب معاویہ نے ۵۹ ہجری میں ارادہ کیا کہ اپنے بیٹے یزید (لعین) کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرے اور اس مقصد کے حصول کے لئے اپنی زندگی میں ہی یزید کے لئے بیعت لینے کا سلسلہ شروع کیا۔ اور معاویہ ہی پہلا شخص تھا جس نے اپنے بیٹے یزید (لعین) کے ہاتھ پر بیعت کی (مروج الذهب جلد ۳، ص ۳۸۳) ابن سعد طبقات میں لکھتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ بن علیؑ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے یزید (لعین) کی بیعت نہیں کی۔ وہ مزید لکھتا ہے کہ ۶۰ ہجری میں معاویہ کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا یزید (لعین) تخت خلافت پر متمکن ہوا اور لوگوں نے اس کی بیعت کی۔

اس وقت یزید (لعین) نے مدینہ کے گورنر کو ایک خط لکھا کہ لوگوں کو دعوت دو اور ان سے بیعت لے لو۔ اس کی ابتدا قریش کے بزرگوں سے کرنا ان میں بھی سب سے پہلے حسینؑ بن علیؑ ہوں۔ (تراث جلد ۱۰، ص ۴۳)

جب مدینہ کے گورنر نے آپ سے بیعت طلب کی تو آپؑ نے اس کے جواب میں فرمایا

دَاسُوا أَهْلَ بَيْتِ النَّبِيِّ وَمَنْ فِيهِ الرِّسَالَةَ . وَيَزِيدُ قَاسِقُ شَارِبِ الْخَمْرِ وَقَاتِلُ
النَّفْسِ . وَيَمْلِكُ لِأَهْلِ بَيْعِ لَيْثِيَّةٍ (منہ الاحزاب ۲۸)

(ترجمہ) ہم نبوت کے اہل بیت اور رسالت کے معدن ہیں جبکہ یزید ایک قاسق و

فاجر اور شرابی و قاتل ہے لہذا مجھ جیسا شخص اس جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا۔
 آپ نے ایک اور گفتگو کے دوران فرمایا
 وَعَلَى الْإِسْلَامِ السَّلَامُ؛ اِدْفَئِ لِبَيْتِ الْأُمَّةِ بِرَأْعٍ مِثْلِي يَزِيدُ!... (منبر الاحرار ۲۵۱)
 (ترجمہ) جب امت یزید جیسے حاکم کی وجہ سے مبتلا ہو جائے تو اس وقت اسلام کو
 سلام ہی کہنا چاہئے۔

مسعودی لکھتا ہے کہ یزید (لعین) ایک عیاش شخص تھا۔ شکاری پرندے
 کتے، بندر اور چیتے پالتا تھا، شراب پیتا تھا۔ اس کے زمانے میں مکہ و مدینہ میں
 موسیقی نور گلوکاری کو فروغ حاصل ہوا۔ لہو و لعب کے آلات استعمال ہونے لگے
 اور لوگ کھلے عام شراب پینے لگے۔ رعایا کے ساتھ اس کے سلوک کے بارے
 میں لکھتا ہے کہ اس کی نسبت فرعون اپنے عوام کے لئے عادل تر تھا اور تمام
 خاص و عام کے امور کی رسائی کے لئے منصف تر تھا۔ (مروج الذهب جلد ۳
 ص ۷۷/۷۸)

جب امام حسین علیہ السلام نے مدینہ کے حالات کو دیگر گوں پایا تو اس مقدس
 شہر میں فحشر نے کو جائز نہ سمجھا اور رجب کی اٹھائیس تاریخ کو اتوار کے دن
 ۶۰ ہجری میں اپنے اہل بیت کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف کوچ فرمایا۔ (ارشاد
 ص ۲۰۶)

آپ نے اپنے مدینہ سے نکلنے کی وجہ اپنے بھائی محمد بن حنفیہ کو وصیت کے

دوران یوں بیان فرمائی۔

بَنِي لَمْ أَخْرُجْ أَشِيرًا وَلَا نَظِيرًا وَلَا مُفْسِدًا وَلَا ظَالِمًا . وَإِنَّا خَرَجْتُ لِقَلْبِ الْإِصْلَاحِ
فِي أُمَّةٍ جَدَّتْ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ . أُرِيدُ أَنْ أَمُرَ بِالْمَعْرُوفِ وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُسَبِّحَ
بِسُبْحَةِ جَدِّي وَسُبْحَةِ أَبِي عَلِيٍّ بَيْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ (بحار الانوار ۳۲۸:۱)

(ترجمہ) میں بغاوت یا سرکشی کرتے ہوئے اور ظلم و فساد کرتے ہوئے خروج نہیں
کر رہا ہوں میں نے خروج صرف اس لئے کیا ہے کہ اپنے نانا حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی اصلاح کروں۔ انہیں نیکی کا حکم کروں اور
برائی سے روک لوں اور اپنے نانا اور پدر بزرگوار علی ابن ابی طالبؑ کی سیرت پر
چلوں۔ (بحار الانوار جلد ۳۳، ص ۳۲۹)

حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی روانگی کے ٹھیک پانچ دن بعد شعبان کی
تین تاریخ کو شب جمعہ مکہ معظمہ میں وارد ہوئے۔ (ارشاد ص ۲۰۲)

☆☆☆☆☆

عراق میں کوفہ کے لوگوں نے جب یہ خبر سنی کہ معاویہ مرگیا، یزید (لعین) اس
کا جانشین بنا اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس کی بیعت کرنے سے انکار
فرمایا ہے تو انہوں نے بہت سارے خطوط حضرت امام حسین علیہ السلام کو لکھے
آپ کی تائید کی اور سب نے دستخط کر کے امام کی طرف ارسال کیا اور ساتھ ہی
آپ کو کوفہ آنے کی دعوت دی۔ (ارشاد ص ۲۰۲)

انہوں نے لکھا تھا کہ ہم نے آپ کے انتظار میں ابھی تک کسی کی بیعت

نہیں کی ہے۔ آپ کی راہ میں جان کی بازی لگانے پر آمادہ ہیں اور آپ کی خاطر ہم
 ۱۰ سروں کی نماز جمعہ میں بھی شامل نہیں ہوتے۔ (مروج الذهب جلد ۳، ص ۷۳)
 امام حسین علیہ السلام نے کوفہ کے لوگوں کی درخواست کے جواب کے طور پر
 پھر درمضان المبارک کو مسلم بن عقیلؓ کو یہ کہہ کر کوفہ روانہ کیا کہ تم کوفہ کے
 لوگوں کے پاس جا کر دیکھو کہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے، حق ہے تو مجھے اس کی
 اطلاع دے تاکہ میں پہنچ جاؤں۔ (مروج الذهب جلد ۳، ص ۷۶)

حضرت مسلم بن عقیلؓ ہر شوق کو کوفہ پہنچے۔ جب ان کے پہنچنے کی خبر پھیلی
 تو ہزار ہزار اور ایک ۱۰ سرے قول کے مطابق اٹھارہ ہزار افراد نے آپ کے ہاتھ
 پر بیعت کی۔ اور انہوں نے اس کی اطلاع خط کے ذریعے امام حسین علیہ السلام کو
 دی۔ اور مشورہ دیا کہ آپ کوفہ چلے آئیں۔ (مروج الذهب جلد ۳، ص ۷۳)

جب کوفہ کے ان حالات کی اطلاع یزید (لعین) کو ملی تو اس نے رد عمل کے
 طور پر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ کوفہ کے گورنر نعمان بن بشیر کو معزول کر کے اس
 کی جگہ عبید اللہ بن زیاد کو نیا گورنر مقرر کیا۔ (مروج الذهب جلد ۳، ص ۷۳)
 ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ مسلم بن عقیلؓ کو قتل کرے۔ (تاریخ طبری جلد ۳، ص ۲۵۸)
 اور دوسری طرف اپنے جاسوسوں کو مرتب کیا کہ وہ جا کر حضرت امام حسین علیہ
 السلام کو غفلت کی حالت میں مکہ سے ہی گرفتار کریں یا قتل کریں۔ جب امام
 حسین علیہ السلام کو اس سازش سے آگاہی ملی تو آپ نے بیت اللہ کی حرمت اور
 عقدہ نہ کو بچانے کے لئے مناسک حج کو اضطراری حالت میں بجالا کر ۱۰ ہجری کی دس

ذی الحج کو مکہ سے عراق کی طرف کوچ فرمایا۔ (ارشاد ص ۲۸) حضرت ابن عباس واقعہ کربلا کے بعد یزید (لعین) کے نام اپنے خط میں لکھتے ہیں ”میں یہ بات نہیں بھولوں گا کہ تم نے حضرت حسین بن علی کو حرم رسولؐ سے نکلنے پر مجبور کیا اور اس وقت چوری چھپے لوگوں کو بھیجا کہ بے خبری میں حسین بن علی کو قتل کریں۔ اس پر ناکامی کے بعد انہیں مکہ سے کوفہ کی طرف جانے پر مجبور کیا۔ اس طرح آپؐ خوف و اضطراب کی حالت میں مکہ سے نکلے جبکہ اپنے ماضی اور حل میں بھی بلحا کے تمام لوگوں سے معزز تھے۔ اگر حسین بن علیؑ مکہ میں ہی رہتے اور وہیں خوزیری کو جائز سمجھتے تو مکہ و مدینہ دونوں حرم کے لوگوں میں سب سے زیادہ حسینؑ کا حکم مانتے لیکن حسین علیہ السلام نے یہ پسند نہیں کیا کہ خانہ خدا اور روضہ رسولؐ کی بے حرمتی ہو جائے۔ انہوں نے اس چیز کو محترم جانا جسے تو نے محترم نہیں سمجھا اور چوری چھپے افراد کو بھیجا کہ وہاں جا کر بے خبری میں حسین کو قتل کریں۔“ (تاریخ یعقوبی جلد ۱ ص ۲۲۲/۲۲۳) عبید اللہ بن زیاد نے مکہ و حیلہ اور فریب دیتے ہوئے حضرت مسلم بن عقیل اور ان کے ہنہا دیئے والے کو بڑی بیدردی کے ساتھ شہید کیا۔ (تاریخ طبری جلد ۳ ص ۳۰۰) اور جب اسے معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کوفہ کی طرف آرہے ہیں تو حرم یزید ریاحی کی سرکردگی میں روانہ کیا تاکہ آپ کو قادیہ میں ہی روک لے۔ حرم یزید ریاحی اپنے لشکر کے ساتھ نکلا اور شراف کے مقام پر امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کی اور دونوں میں کافی باتیں ہوئیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے

خرمیں سے نکال کر تمام خطوط حر کو دکھائے اور ان کی طرف سے آپ کو کوفہ آنے کی دعوت کا ذکر کیا۔ اور اپنے راستے میں آگے بڑھے یہاں تک کہ ہر محرم ۱۱ ہجری کو سرزمین نبویا پہنچے۔

اسی جگہ ابن زیاد کی طرف سے ایک قاصد پہنچا اور حر کو اس کی طرف سے خط دیا۔ اس خط کا مضمون یوں تھا۔

أَمَّا بَعْدُ: فَتَجَمَّعَ بِالْحُسَيْنِ حِينَ يَبْلُغُكَ كِتَابِي وَتَقْلُمُ عَلَيْكَ رَسُولِي. فَلَا تُنْزِلُهُ إِلَّا بِالْعَرَاءِ فِي غَيْرِ حَضْرَةٍ وَحَلٍّ غَيْرِ عَائِدٍ. (تاریخ طبری ۳۰۸-۳۰۶)

(ترجمہ) جو نبی میرا یہ خط تمہیں ملے حسینؑ کے ساتھ سختی کا یر تاؤ کرو اور اسے کسی ایسے صحرا میں پڑاؤ ڈالنے پر مجبور کرو جہاں کوئی پناہ لینے کی جگہ نہ ہو اور نہ ہی پانی موجود ہو۔ (تاریخ طبری جلد ۳، ص ۳۰۶/۳۰۸)

حر بن یزید ریاحی نے ابن زیاد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے امام حسین علیہ السلام کے قافلے کو ایک بے آب و گیاہ بیابان کربلا میں روک دیا۔ اسی دن صبح کو عبید اللہ بن زیاد کی طرف سے عمر بن سعد چار ہزار سپاہیوں کو لے کر پہنچ گیا۔ (تاریخ طبری جلد ۳، ص ۳۱۰) یہ یاد رہے کہ حر بن یزید ریاحی نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے توبہ کر لی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ آکر امام علیہ السلام کے ساتھیوں میں مل گیا اور شہادت پائی۔ (تاریخ طبری جلد ۳، ص ۳۲۵)

عمر بن سعد نے نے ساتویں محرم کو پانچ سو سپاہیوں کا ایک دستہ دریائے فرات

پر مامور کیا تاکہ امامؑ اور آپؐ کا لشکر پانی تک نہ پہنچ پائے۔ (تاریخ طبری جلد ۲ ص ۳۷-۳۸) نویں محرم کو دشمن کی طرف سے جنگ کا اعلان ہوا اور حملہ شروع کیا گیا جبکہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپؐ کے رفقاء مکمل طور پر دشمن کے زعمے میں تھے اور دشمن کو بھی یقین تھا کہ آپؐ کے لئے اور کہیں سے کسی قسم کی امداد نہیں پہنچ سکتی۔ (الکافی جلد ۳ ص ۴۸)

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب دشمن کی یہ حرکتیں دیکھیں تو اپنے بھائی حضرت عباس علیہ السلام سے فرمایا۔ بھیا عباس! سوار ہو کر چلے جاؤ، ان سے ملاقات کرو اور کہو تم کیا کرنا چاہتے ہو اور یہ سب کیا ہے؟۔۔۔

حضرت عباس علیہ السلام نے ان کے ساتھ مذاکرات کئے اور نتیجے کے طور پر تین دنوں کے لئے موخر کیا گیا۔ (تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۳)

انجام کار وہ کل کا دن (عاشورا) بھی آگیا۔ اور عمر سعد نے تیس ہزار کے جنگجو لشکر کے ساتھ حملہ کیا۔ (امالی الصدوق ص ۱۰۹/۱۰۷) اس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام کی فوج ۳۲ سواروں اور ۴۰ پیادوں پر مشتمل تھی۔ (کامل ابن اثیر جلد ۲ ص ۵۳۰) آپؐ کی یہ قلیل فوج مروانہ دار مقابلے پر جم گئی۔ آپؐ کے سپاہی قتل بھی کرتے تھے اور قتل ہوتے بھی تھے۔ لیکن جب آپؐ کے سپاہیوں میں سے کوئی شہید ہوتا تو اس کی جگہ خالی رہ جاتی اور لشکر یزید (لعین) کا کوئی سپاہی قتل ہو جاتا تو دوسرا سپاہی اس کی جگہ لے لیتا۔ جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے تمام رفقاء و اصحاب شہید ہو گئے۔ اور

اب اہل خاندان کی نوبت آگئی۔ اہل بیت میں سے سب سے پہلے جس نے میدان کی طرف قدم بڑھایا وہ آپؐ کے سب سے بڑے بیٹے حضرت علی اکبرؑ تھے۔ (تاریخ طبری جلد ۳، ص ۳۴۱) ان کے بعد آپ کے اہل بیت کے دوسرے افراد منجملہ حضرت علی علیہ السلام کے بیٹے، حضرت امام حسن علیہ السلام کے بیٹے، حضرت جعفر طیارؑ اور عقیلؑ کے فرزند باری باری میدان میں کودے اور اپنی شجاعت کے جوہر دکھاتے ہوئے شہادت پائی۔ اور حضرت عباس ابن علی علیہ السلام نے بھی بچوں کے لئے پانی لانے کے ارادے سے اپنی جنگ کا آغاز کیا۔ اور دشمن کے زرخے میں آکر اپنی جان امام پر قربانی کی۔

ہنگام عاشورا کا حساس ترین لمحہ وہ تھا جب زہراؑ کا دلہندہ محمد مصطفیٰؐ کا جگر گوشہ، علی مرتضیٰؑ کی آنکھوں کا تارا، بے یار و مددگار، یکہ و تنہا رہ گیا تھا اور دشمن چاروں طرف سے آپ پر حملہ آور تھا۔

حجاج بن عبد اللہ جو خود میدان جنگ میں موجود تھا۔ وہ کہتا ہے۔ ”خدا کی قسم! میں نے حسینؑ جیسے کسی ثابت قدم کو نہ دیکھا جس کے اتنے ساتھی اور اہل بیت کے تمام افراد شہید ہو چکے ہوں۔ اس کے باوجود وہ اس قدر اطمینان کے ساتھ تھے۔ خدا کی قسم! اس جیسا نہ پہلے کبھی دیکھا اور نہ آئندہ دیکھ سکوں گا۔ جس وقت آپ حملہ کرتے تھے تو دائیں بائیں سے لشکر یزید (لعین) کے پیادے اس طرح فرار کرتے تھے جیسے کسی شیر نے بھیڑوں پر حملہ کیا ہو۔“ وہ کہتا ہے۔ ”حسینؑ زخموں سے چور زمین پر گرے اور اس وقت عمر سعد (لعین) آپ کے

قریب پہنچ چکا تھا کہ زہرا کی بیٹی حضرت زینبؓ بھی پہنچ گئیں۔ اور اس سے فرمایا

أَيُّ قَتْلٍ أَبْرءَ لِلَّهِ وَأَنْتَ تَنْظُرِينَ إِلَيْهِ؟

ابو عبد اللہ قتل ہو رہے ہیں اور تم دیکھ رہے ہو؟ عمر بن حنظلہ کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ عمر سعد کی آنکھوں سے اس کی داڑھی پر آنسو بہہ رہے ہیں۔ وہ جناب زینبؓ کی طرف نہ دیکھ سکا اور منہ پھیر لیا۔ (تاریخ طبری جلد ۲، ص ۲۳۵)

حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد (ارشاد القلوب ص ۲۵۳) کے مطابق (۶) چھ یا (تاریخ اہل بیت ص ۱۰۳) کے مطابق نو (۹) ہے یا (کشف الغمہ جلد ۲، ص ۲۰۵) کی روایت کے مطابق دس (۱۰) بیٹے ہیں جو مختلف ماؤں کے بطن سے تھے۔ ان میں سے حضرت علی اکبرؓ، عبد اللہؓ اور شیر خوار (علی اصغرؓ) اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ ہی شہید ہوئے۔ اور حضرت امام سجاد زین العابدینؓ شیعوں کے چوتھے امام بن گئے۔

حسینؓ کا مقام

حدیث قدسی میں ہے کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا

جَ عَلِمْتُ حَسَنًا خَازِنًا وَحَبِيبًا. وَأَكْرَمْتُهُ بِالشُّعَادَةِ وَخَيَّرْتُهُ
لَهُ بِالسَّعَادَةِ. فَهُوَ أَفْضَلُ مَنْ اسْتَشِيدَ وَأَرْفَعُ الشُّهَدَاءَ دَرَجَةً.

کہاں اللہ ص ۳۱۷

(ترجمہ) میں نے حسینؓ کو اپنی وحی کا خزانہ دار قرار دیا ہے اور انہیں شہادت کی

کرامت بخشی اور اس کا اختتام سعادت پر ہوا۔ وہ تمام شہادت پانے والوں میں سے افضل ہیں اور شہیدوں کے بلند ترین درجے پر فائز ہیں۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

وَأَمَّا الْحُسَيْنُ فَإِنَّهُ مَنِيَّ . وَهُوَ ابْنِي وَوَلَدِي وَخَيْرُ الْخَلْقِ تَعَدَّ أَخِي .
وَهُوَ إِمَامُ الْمُسْلِمِينَ وَمَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ وَخَلِيفَةُ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَغِيَاثُ
الْمُسْتَغِيثِينَ وَكَنْهَفُ الْمُسْتَجِيرِينَ وَ حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ أَجْمَعِينَ .
وَهُوَ سَيِّدُ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، بَابُ نَجَاةِ الْأُمَّةِ . أَمْرُهُ أَمْرِي . وَطَاعَتُهُ
طَاعَتِي . مَنْ تَبِعَهُ فَإِنَّهُ مَنِيَّ . وَمَنْ عَصَاهُ فَلَيْسَ مَنِيَّ . *أمالی الصدوق ۱۷۷*

(ترجمہ) پس حسین بے شک وہ مجھ سے ہے وہ میرا بیٹا اور فرزند ہے اور اپنے بھائی کے بعد تمام مخلوق سے بہترین و برترین ہے۔ وہ مسلمانوں کا امام اور مومنوں کا مولیٰ ہے۔ مدینے زمین پر دونوں جہانوں کے پروردگار کا خلیفہ ہے۔ فریاد کرنے والوں کے لئے فریاد رس ہے اور پناہ ڈھونڈنے والوں کے لئے پناہ ہے اور تمام مخلوق پر اللہ کی طرف سے حجت ہے۔ اہل جنت نوجوانوں کا سید و سردار ہے اور امت کی نجات کا دروازہ ہے۔ اس کا حکم 'میرا حکم' ہے۔ اس کی اطاعت 'میری اطاعت' ہے۔ جو کوئی اس کی پیروی کرے گا تو گویا اس نے میری پیروی کی۔ اور جو کوئی اس سے منہ پھیرے گا تو مجھ سے نہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا
دَخَلْتُ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَعِنْدَهُ ابْنِي

كَعْبٍ. فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: رَحْبَابُكَ يَا أَبَا
عَبْدِ اللَّهِ! يَا زَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ! قَالَ لَهُ أَنَسٌ: وَكَتَفَ بِكُمْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ زَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَحَدٌ غَيْرُكَ؟ قَالَ: يَا أُنَيْسُ،
وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ نَبِيًّا، إِنَّ الْخَسِيبَ بَيْنَ عَلِيٍّ فِي الشَّيْءِ أَكْثَرُ مِنْهُ
فِي الْأَرْضِ. وَ إِنَّهُ لَمَكْتُوبٌ عَنْ يَمِينِ عَرْشِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ:
مِصْبَاحٌ هُدًى وَ سَفِينَةٌ نَجَاةٌ....
المعون ۵۶۸ و ۶۰

(ترجمہ) میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ اس وقت
ابی بن کعب بھی آپ کے ہاں موجود تھا۔ حضور اکرم نے مجھ سے فرمایا ”اے
ابا عبد اللہ! مرحبا ہو۔ اے آسمانوں اور زمینوں کی زینت۔“ یہ سن کر ابی بن کعب
نے پوچھا ”یا رسول اللہ! آپ کے علاوہ کوئی دوسرا آسمانوں اور زمینوں کی زینت
کیونکر بن سکتا ہے؟“ حضور اکرم نے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس نے مجھے
مبعوث برسالت کیا ہے کہ حسین ابن علی علیہ السلام آسمانوں میں اس سے کچھ
زیادہ بزرگی کا مالک ہے جتنی بزرگی اسے روئے زمین پر حاصل ہے۔ عرش کے
واکین طرف لکھا ہوا تھا۔“

(ترجمہ) حسین ہدایت کا چراغ اور نجات کی کشتی ہیں۔

امام حسینؑ کی سیادت

حدیث قدسی کے الفاظ ہیں خداوند عالم نے فرمایا۔
 أَمَّا بَنُو سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
 وَ سَيِّدُ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْخَلْقِ أَجْمَعِينَ۔ کامل الزیارات ص ۷۰
 (ترجمہ) آگاہ رہو کہ حسین دنیا و آخرت میں اولین و آخرین کے شہداء کے سردار
 ہیں۔ اور تمام مخلوق کے درمیان میں سے بہشت کے جوانوں کے سردار
 ہیں۔ (کامل الزیارات ص ۸۰)

امام حسینؑ کی محبت و معرفت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ لِلْحُسَيْنِ فِي بَوَاطِنِ الْمُؤْمِنِينَ مَعْرِفَةً مَكْتُومَةً۔
 الخرائج و الجرائع ۸۱۲/۳

(ترجمہ) یہ حقیقت ہے کہ مومن کے دلوں میں حسینؑ کی معرفت پوشیدہ ہے۔
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ۔ أَحَبُّ اللَّهِ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا۔

سَبْطُ مِنَ الْأَسْبَاطِ۔ کامل الزیارات ص ۵۲ و ۵۳
 (ترجمہ) حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ خدا اس کو دوست رکھتا ہے
 جو حسین کو دوست رکھے اور حسین نواسوں میں سے ایک (منفرد) نواسا ہے۔

حسینؑ کی محبوبیت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى أَحَبِّ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَى أَهْلِ السَّمَاءِ،

فَلْيَنْظُرْ إِلَى الْحُسَيْنِ . مناقب ابن شہر آشوب ۷۳۸

(ترجمہ) جو شخص یہ چاہے کہ اہل زمین کے محبوب ترین فرد کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ حسینؑ کو دیکھے۔

امام حسینؑ کی شہادت پر سوز و گداز

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔

نَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَام

وَهُوَ مُقْبِلٌ، فَأَجْلَسَهُ فِي حِجْرِهِ وَقَالَ: إِنْ يُقْتَلِ الْحُسَيْنِ حَرَارَةٌ

فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَبْرُدُ أَبَدًا. ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: بَأْسَى قَتِيلٌ

كُلَّ عَبْرَةٍ، قَبِيلٌ: وَمَا قَتِيلٌ كُلِّي عَبْرَةٍ بِأَنْ رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ:

لَا يَذْكُرُهُ مُؤْمِنٌ إِلَّا بَكَى. مستدرک الوسائل ۳۸۸

(ترجمہ) ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسینؑ ابن

علیؑ علیہ السلام کو آتے ہوئے دیکھا تو آگے بڑھ کر انہیں اپنی گود میں لیا اور فرمایا

”حسینؑ کی شہادت کے بارے میں مومنین کے دلوں میں ایک حرارت ہے جو کبھی

فہنڈی نہیں ہوگی۔“ اس کے بعد حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ”میرے باپ فدا ہوں اس لشکوں کے مقتول پر۔“ لوگوں نے یہ سن کر پوچھا ”یا بن رسول اللہ! لشکوں کے مقتول سے کیا مراد ہے؟“ فرمایا ”جو بھی مومن آپ کو یاد کرے گا تو ساتھ ہی روئے گا اور اشک بہائے گا۔“

ماہ محرم

إِنَّ الْمُحَرَّمَ شَهْرٌ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يُحَرِّمُونَ فِيهِ الْقِتَالَ.
فَاسْتُحِلَّتْ فِيهِ دِمَاؤُنَا. وَهَيْتَكَ فِيهِ حُرْمَتُنَا. وَ مَبِىَّ فِيهِ
ذَرَارَتَنَا وَنِسَاؤُنَا. وَأُخْصِرِمَتِ السَّمْعَانُ فِي مَضَارِينَا. وَانْتَهَبَ
مَا فِيهَا مِنْ ثَغْلَيْنَا. وَكَمْ تُزْعِ لِرُسُوبِ اللَّهِ حُرْمَتُهُ فِي أَمْرِنَا. ثُمَّ قَالَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ: كَانَ أَبِي عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا دَخَلَ شَهْرَ الْمُحَرَّمِ
لَا بُرَى ضَاحِكًا وَكَانَتِ الْكَاتِبَةُ تَغْلِبُ عَلَيْهِ حَتَّى يَخْضِيَ
مِنْهُ عَشْرَةَ أَيَّامٍ. فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْعَاشِرِ، كَانَ ذَلِكَ الْيَوْمُ يَوْمُ
مُصِيبَتِهِ وَحُزْنِهِ وَبُكَائِهِ وَ يَقُولُ: هُوَ الْيَوْمُ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ الْحُسَيْنُ

علیہ السلام۔ تہذیب الصدوق ۱۱۷

(ترجمہ) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا یقیناً محرم کا مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کے دوران جاہلیت کے عہد میں بھی جنگ اور خونریزی حرام شمار کی جاتی

تھی۔ لیکن (امت والوں نے) اسی مہینے میں ہمارے خون کو حلال سمجھا۔ ہماری حرمت کی توہین کی ہمارے بچوں اور عورتوں کو قید کیا۔ ہمارے خیموں میں آگ لگائی اور جو کچھ خوراک کا ذخیرہ تھا اسے لے لیا اور ہمارے بارے میں رسول کی حرمت کا خیال بھی نہیں رکھا۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: جب بھی محرم کا مہینہ آتا ہے تو ہم نے بھی اپنے پدر بزرگوار کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپؐ پر ہر دقت غم و الم کی حالت چھائی رہتی تھی۔ یہاں تک کہ اس کے دس دن گزر جاتے۔ اور جب دسواں دن آتا تھا تو یہ دن ان کی مصیبت اور غم و الم کے ساتھ گریہ کا دن ہوتا تھا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ یہ وہی دن ہے جس دن حسین علیہ السلام شہید کئے گئے۔

عاشورا

● قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: بَيَّنَّنِ رَسُولُ اللَّهِ، كَيْفَ صَارَ يَوْمُ عَاشُورَةَ يَوْمَ مُصِيبَةٍ وَغَمٍّ وَجَزَعٍ وَبُكَاءٍ دُونَ الْيَوْمِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَ الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَتْ فِيهِ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَ الْيَوْمِ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ الْيَوْمِ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالسَّمِّ؟

فَقَالَ: إِنَّ يَوْمَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَعْظَمُ مُصِيبَةٍ مِنْ

تبع سائر الأيام، ان اصحاب الکساء الذین کائنوا
 احرَم الخلق، علی الله عز وجل کائنوا خمسة، فلما مضى
 عنهم النبی صلی الله علیه و آله، بقى امیر المؤمنین و
 فاطمة و الحسن و الحسین علیهم السلام، فكان فی
 للناس عزلة و سَلَوَة، فلما مضت فاطمة علیها السلام،
 کان فی امیر المؤمنین و الحسن و الحسین للناس عزلة و
 سَلَوَة، فلما مضى امیر المؤمنین علیه السلام، کان للناس
 فی الحسن و الحسین عزلة و سَلَوَة، فلما مضى الحسن
 علیه السلام کان للناس فی الحسین علیه السلام عزلة و
 سَلَوَة، فلما قتل الحسین علیه السلام، لم یکن بقى من
 اصحاب الکساء أحد للناس فی بعده عزلة و سَلَوَة، فكان
 ذهابه کذهاب جمیعهم؛ کما کان بقاؤه کبقاء جمیعهم.
 فلیذ لك صار یومُه اعظم الايام مُصِیْبَة.

علل السراپع ۲۲۵۱ - ۲۲۷

(ترجمہ) عبد اللہ بن فضل الباشی نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ
 السلام سے پوچھا "اے فرزند رسول! عاشورا کا دن مصیبت و رنج و الم کا دن کیونکر
 ہو سکتا ہے جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آله وسلم کی وفات کا دن، امیر المؤمنین

علیہ السلام کی شہادت کا دن، حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی وفات کا دن اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی زہر کے ذریعے شہادت کا دن بھی مصیبت کے ایام ہیں مگر اس دن کے برابر نہیں قرار پاسکتے۔“

آپؑ نے فرمایا: ”امام حسین علیہ السلام کی مصیبت کا دن دوسری تمام مصیبتوں کے دنوں سے عظیم ہے کیونکہ حضرات پنجتن، خدا کی مخلوق میں سے معزز ترین افراد تھے۔ جب حضور اکرمؐ اس دارقانی سے کوچ کر گئے تو حضرات امیر المومنین، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسین علیہم السلام لوگوں میں موجود تھے اور لوگوں کے لئے تسلی کا سبب تھے۔ جب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے شہادت پائی تو امیر المومنین اور حضرات حسین علیہم السلام لوگوں کی تسلی کا باعث موجود تھے۔ جب امیر المومنین علیہ السلام نے شہادت پائی تو حضرات حسین علیہم السلام کو دیکھ کر لوگوں کی آنکھیں روشن ہوئی تھیں اور جب امام حسن علیہ السلام اس دارقانی سے کوچ کر گئے تو لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھ کر تسلی پاتے تھے لیکن جب امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو صاحبان کساء (پنجتن پاک) میں سے کوئی بھی نہ رہا جو لوگوں کے لئے مایہ تسلی بنتا۔ پس آپ کی شہادت دوسرے تمام بزرگواروں کی شہادت کے مثل قرار پائی۔ جیسے آپ کے وجود کا بقا ان تمام حضرات کے وجود کے بقا کی مانند تھا۔ لہذا اس بنا پر آپ کی مصیبت کا دن دوسری تمام مصیبتوں کے ایام سے عظیم مصیبت قرار پایا۔“

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔

مَنْ تَرَكَ السَّعْيَ فِي حَوَائِجِهِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، قَضَى اللَّهُ لَهُ
حَوَائِجَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. وَمَنْ كَانَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ يَوْمَ
مُصِيبَتِهِ وَحُزْنِهِ وَبُكَائِهِ، جَعَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ يَوْمَ فَرَجِهِ وَسُرُورِهِ وَقَرَّتْ يَنَا فِي الْجَنَانِ عَيْنُهُ.
وَمَنْ سَمِيَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ يَوْمَ بَرَكَتِهِ وَادَّخَرَ فِيهِ لِمَنْزِلِهِ
شَيْئًا لَمْ يُبَارِكْ لَهُ فِيهَا ادَّخَرَ وَحُشِرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ بَرْزَخِ
وَعُتِبَ اللَّهُ مِنْ زِيَادٍ وَعُمِّرَ مِنْ سَعْدٍ لَعَنَهُمُ اللَّهُ إِلَى أَسْفَلِ
مَرْلِكٍ مِنَ النَّارِ.

امالی الصدوق، ۱۱۲/

(ترجمہ) جو کوئی عاشورا کے دن اپنی دنیاوی مساعی کو ترک کرے گا تو خداوند عالم اس کی دنیا و آخرت کی حاجتوں کو پورا کرے گا۔ اور جو کوئی عاشورا کے دن کو رنج و غم اور مصیبت کا دن قرار دے گا تو خداوند عالم اس کے لئے قیامت کے دن خوشی، فرحت اور سرور عطا کرے گا۔ اور جنت کے ذریعے اس کی آنکھوں کو کھٹک ملے گی۔

اور جو کوئی عاشورا کے دن کو برکت اور خوشی کا دن قرار دے گا اور اس دن اپنے گھر کے لئے کچھ کمالے گا تو خدا اس کمائی میں برکت نہیں دے گا اور نہ ہی وہ چیز اس کے لئے مبارک ہوگی۔ اور قیامت کے دن یزید (لعین) ابن زیاد اور عرسہ کے ساتھ جہنم کے استہانی نچلے حصے میں جھونک دیا جائے گا۔

قاتلان حسینؑ پر لعنت

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔

❖ يَا بَنِي شَيْبٍ! إِنْ سَرَّكَ أَنْ تَشْكُكَ الْغُرَفُ الْمَبْنِيَّةُ فِي
الْجَنَّةِ مَعَ النَّبِيِّ وَآلِهِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ، فَالْعَنُ قَتْلَهُ
الْحُسَيْنِ.

امالی الصدوق، ۱۱۳/

(ترجمہ) اے فرزند شیب! اگر تمہیں یہ پسند ہو کہ جنت میں پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ
تمہیں مکان بنے ہوئے ملیں تو تم حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر لعنت بھیجو۔

● كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذِ اسْتَنْقَى الْمَاءَ. فَلَمَّا
شَرِبَهُ رَأَيْتُهُ وَقَدْ اسْتَعْبَرَ، وَاعْتَرَوْهُ رَقَّتْ عَيْنَاهُ بِدُمُوعِهِ. ثُمَّ
قَالَ: يَا دَاوُدُ، لَعَنَ اللَّهُ قَابِلَ الْحُسَيْنِ! فَمَا أَنْغَصَ ذَكَرُ
الْحُسَيْنِ لِلْعَيْشِ! إِنِّي مَا شَرِبْتُ مَاءً بَارِدًا إِلَّا وَذَكَرْتُ
الْحُسَيْنَ. وَمَا مِنْ عَبْدٍ شَرِبَ الْمَاءَ فَذَكَرَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ
السَّلَامَ وَلَعَنَ قَاتِلَهُ، إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ مِائَةَ أَلْفِ حَسَنَةٍ، وَ
مَعَا غَنَى مِائَةَ أَلْفِ سَبْتَةٍ، وَرَفَعَ لَهُ مِائَةَ أَلْفِ دَرَجَةٍ، وَ
كَانَ كَأَنَّمَا اعْتَقَ مِائَةَ أَلْفِ نَسَمَةٍ، وَحَسَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ

الْإِيْمَانَةُ أَبْلَجُ الْوَجْهِ.

لمالی الصدوق ۱۲۲/

(ترجمہ) داؤد رقی نے کہا ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ آپ نے پانی طلب فرمایا۔ پانی لایا گیا۔ آپ نے پانی پی لیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور گریہ شروع کیا اور مجھ سے فرمایا ”اے داؤد! خدا کا طمان حسینؑ پر لعنت کرے۔ حسینؑ کی یاد زندگی کو کس قدر عمکین کرتی ہے۔ میں نے جب کبھی ٹھنڈا پانی پیا ہے تو حسینؑ یاد آئے ہیں۔“

اور جو بھی شخص ٹھنڈا پانی پیئے، حسینؑ کو یاد کرے اور ان کے قاتلوں پر لعنت بھیجے گا تو خداوند عالم اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ نیکیاں لکھے گا اور ایک لاکھ گناہوں کو معاف کرے گا۔ اور اس شخص کے لئے ایک لاکھ درجات بلند کرے گا۔ گویا اس شخص نے ایک لاکھ غلاموں کو آزاد کیا ہو۔ اور اسے قیامت کے دن کھلے ہوئے چہرے کے ساتھ محشور فرمائے گا۔

حسینؑ کی یاد

حسن بن ابی فاختہ نے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔

● قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي أَذْكُرُ
حُسَيْنَ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَأَيُّ شَيْءٍ أَقُولُ إِذَا ذَكَرْتُهُ؟

فَقَالَ: قُلْ: «صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ!» نَكَّرَ رُهَا
ثَلَاثًا.

أُمَالِي الطُّوسِي ۵۲۸

(ترجمہ) میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ”میں جس وقت
حضرت امام حسین بن علی علیہم السلام کو یاد کروں تو اس وقت مجھے کیا کہنا
چاہئے؟“ آپ نے فرمایا ”اس وقت تمہیں تین دفعہ یوں کہنا چاہئے صلی اللہ
علیک یا ابا عبد اللہ

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

«بَايَتَن شَيْبٍ، إِنْ مَرَّكَ أَنْ يَكُونَ لَكَ مِنَ الثَّوَابِ مِثْلُ مَا
يَكُنْ أَمْتُ شَيْبَةٍ مَعَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقُلْ: مَتَى مَا
ذَكَرْتَهُ: «بَايَتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا».

أُمَالِي لِمَصْدُوق ۱۱۳۱

(ترجمہ) اے فرزند شیب! اگر تمہیں پسند ہے کہ تم ان لوگوں کے مانند ثواب کا
حقدار بنو جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے ہیں تو تمہیں جب بھی
امام حسین علیہ السلام یاد آئیں تم یہ جملہ کہو ”ہا لبتنی کنت معہم فا فوز
عظیما“ اے کاش میں بھی آپ اور آپ کے ساتھ ہوتا تو بڑے عظیم
درجے پر فائز ہوتا۔

حضرت امام حسینؑ کی مصیبت کا ذکر

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا

● مَنْ نَذَرَ كَثْرَ مُصَابِنَا قَبِيكِي، وَأَيْكِي لَمْ تَبْكِ عَيْنُهُ يَوْمَ
بَيْكِي الْعَبُونِ، وَمَنْ جَلَسَ مَجْلِساً يُحِبُّ فِيهِ أَمْرُنَا، لَمْ
يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ نَمُوتُ الْقُلُوبُ.

العبون ۲۹۴/۱، أمالي الصدوق ۶۸/۱

جو کوئی ہماری اس مصیبت کو یاد کر کے روئے اور دوسروں کو رلائے تو اس کی آنکھ
اس دن نہیں روئے گی جس دن تمام آنکھیں روئیں گی۔ اور جو کوئی کسی ایسی
مجلس میں بیٹھے جہاں ہمارے احکام زندہ ہو رہے ہوں تو جس دن لوگوں کے دل
مردہ ہوں گے اس کا دل مردہ نہیں ہوگا۔

مشہور شاعر ابو عمارہ کہتا ہے۔

● قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِي: يَا أَبَا شِهَارَةَ، أَنْشِدْنِي فِي
الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامِ. قَالَ: فَأَنْشَدْتُهُ قَبِيكِي. قَالَ: ثُمَّ
أَنْشَدْتُهُ قَبِيكِي. قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا زِلْتُ أَنْشِدُهُ وَبَيْكِي حَتَّى
سَمِعْتُ الْبُكَاءَ مِنَ الدَّارِ. فَقَالَ لِي: يَا أَبَا عِمَارَةَ، مَنْ أَنْشَدَ
فِي الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ شِعْرًا قَابَكِي خَمْسَةً
فَلَهُ الْجَنَّةُ. وَمَنْ أَنْشَدَ فِي الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ شِعْرًا

فَأَتَبَكِّي أَرْبَعِينَ فَلَهُ الْجَنَّةُ. وَمَنْ أُنْشِدَ فِي الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ
 السَّلَامِ شِعْرًا فَأَتَبَكَّى ثَلَاثِينَ فَلَهُ الْجَنَّةُ. وَمَنْ أُنْشِدَ فِي
 الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامِ شِعْرًا فَأَتَبَكَّى عِشْرِينَ فَلَهُ الْجَنَّةُ. وَ
 مَنْ أُنْشِدَ فِي الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامِ شِعْرًا فَأَتَبَكَّى عَشْرَةَ
 فَلَهُ الْجَنَّةُ. وَمَنْ أُنْشِدَ فِي الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامِ شِعْرًا
 فَأَتَبَكَّى وَاحِدًا فَلَهُ الْجَنَّةُ. وَمَنْ أُنْشِدَ فِي الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ
 السَّلَامِ شِعْرًا فَأَتَبَكَّى فَلَهُ الْجَنَّةُ. وَمَنْ أُنْشِدَ فِي الْحُسَيْنِ
 عَلَيْهِ السَّلَامِ شِعْرًا فَأَتَبَكَّى فَلَهُ الْجَنَّةُ.

نواب الاعمال ۱۰۶ و ۱۱۰

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ حضرت امام حسین علیہ
 السلام کے بارے میں کوئی شعر سناؤں۔ میں نے اشعار سنائے تو آپ نے رونا
 شروع کیا۔ میں نے پھر اشعار پڑھے اور آپ پھر روئے۔ خدا کی قسم میں جب
 تک سنا رہا آپ روتے رہے یہاں تک کہ گھر سے بھی میں نے رونے کی آواز
 سنی آپ نے مجھ سے فرمایا ”اے ابو تمارو! ہو شخص ایک شعر ہی امام حسینؑ کے
 بارے میں پڑھے اور پیچاس افراد کو رلائے تو اس پر جنت واجب ہے۔ جو کوئی امام
 حسینؑ کے بارے میں ایک شعر پڑھے اور پچاس آدمیوں کو رلائے تو اس پر
 جنت واجب ہے۔ اور جو شخص امام حسینؑ کے بارے میں ایک شعر پڑھے اور

تمیں افراد کو رلائے تو بھی اس کے لئے بہشت لازم ہے۔ اگر کوئی شخص ایک شعر پڑھ کر ہمیں آدمیوں کو رلائے تو بھی اس کے لئے جنت ہے۔ اگر کوئی شخص ایک ہی شعر پڑھ کر دس افراد کو رلائے تو اس کے لئے بہشت واجب ہے۔ اور جو شخص حسین علیہ السلام کے بارے میں ایک ہی شعر پڑھ کر ایک ہی آدمی کو رلائے تو اس کے لئے بہشت ہے۔ جو کوئی امام حسین علیہ السلام کے بارے میں ایک شعر ہی پڑھ کر خود روئے تو بھی اس کے لئے بہشت ہے۔ اور جو کوئی امام حسین علیہ السلام کے بارے میں شعر پڑھ کر رونے کی شکل بنائے تو بھی اس کے لئے بہشت ہے۔“

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔

● بَابُ شَيْبٍ! إِنْ كُنْتَ بَاكِيًا لَيْسَ بِ، قَائِلِكَ لِلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ - فَإِنَّهُ ذُبِحَ كَمَا يُذْبَحُ الْكَبْشُ وَقِيلَ مَعَهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ رَجُلًا مَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ شَيْهُونَ. وَلَقَدْ تَكَّتِ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُونَ لِقَتْلِهِ.

المیون ۲۹۹/۱

اے فرزند شیب! اگر کسی چیز پر گریہ کرنا چاہتے ہو تو حسین بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام پر گریہ کرو۔ کیونکہ آپ اس طرح ذبح کئے گئے جس طرح گوسفند ذبح

کیا جاتا ہے۔ آپ کے ساتھ آپ کے خاندان کے ایسے ۱۸ افراد قتل کئے گئے جن کی نظیر دنیا میں نہیں تھی۔ بے شک آپ کے قتل پر ساتوں آسمان اور زمینوں نے گریہ کیا۔

امام زمانہ علیہ السلام نے فرمایا۔

قال المہدی علیہ السلام:

● فَلَمَّ اَخْرَجْنِي الدُّهُورُ عَاقِبِي عَنْ نَصْرِكَ الْمَقْدُورُ وَقَدْ
اَكُنْ لِمَنْ حَارَبَكَ مُحَارِباً وَلِمَنْ نَصَبَ لَكَ الْعِدَاوَةَ
مُنَاصِباً، فَلَا تُدْبِنَنَّ صَبَاحاً وَمَسَاءً، وَلَا بُكَيْنَ لَكَ بَدَلِ
الْقُمُوعِ دُمَاحَ حَسْرَةٍ عَلَيَّكَ وَتَأْنُفًا عَلَيَّ مَا ذَهَابَ
تَلْهُفًا حَتَّى اُمُوتَ بِتَوَعَةِ الْمُصَابِ وَغُصَّةِ الْاَكْتِيَابِ.

بخاری الانوار ۳۲۰/۸۰۱

پس اگر گردش روزگار نے میرے آنے کو تاخیر میں ڈالا اور استطاعت بھر آپ کی مدد کرنے سے مجھے روکا۔ کہ میں تمہارے ساتھ جنگ کرنے والوں کے ساتھ جنگ کرتا اور تمہارے ساتھ دشمنی رکھنے والوں کے ساتھ دشمنی رکھتا۔ پس اسی سبب صبح و شام تمہارے لئے گریہ و نالہ کرتا ہوں اور خون کے آنسو روتا ہوں اور حسرت و افسوس کرتا ہوں کہ آپ کو کس قدر غم و تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ ہو سکتا ہے کہ اس عظیم مصیبت کے غم و سوز اور تکلیف میں مر جاؤں۔

مشہور شاعر ابو عمارہ کہتا ہے۔

● مَا ذُكِرَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فِي يَوْمٍ قَطُّ فَرَنْتِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُتَبَسِّمًا فِي ذَلِكَ
الْيَوْمِ إِلَى اللَّيْلِ. وَكَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ عِبْرَةٌ كُلِّ مُؤْمِنٍ.

کامل الزیارات ۱۰۸

جب کبھی بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے حضرت امام
حسین علیہ السلام کا ذکر کیا جاتا تو آپ اس دن کے رات تک کبھی ہنستے ہوئے نظر
نہیں آتے تھے۔ آپ فرماتے تھے ”حسین ہر مومن کا آنسو ہیں۔“

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔

● إِنَّ يَوْمَ الْحُسَيْنِ أَفْرَحَ جُفُونِنَا، وَأَسْبَلَ دُمُوعُنَا، وَأَذَلَّ
عَزِيزَنَا بِأَرْضِ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ، أَوْزَقْنَا الْكَرْبَ وَالْبَلَاءَ إِلَى
يَوْمِ الْإِنْقِصَاءِ، فَعَلَى مِثْلِ الْحُسَيْنِ فَلَيْتَكَ الْبَاكُونَ، فَإِنَّ
الْبُكَاءَ عَلَيْهِ يَحُطُّ الذُّنُوبَ الْعِظَامَ.

امالی الصدوق ۱۱۷

میں کشتہ اشک ہوں یعنی جو بھی مومن مجھے یاد کرے گا، آنسو بہائے گا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔

بے شک حسین کے دن (عاشورا) نے ہماری پلوں کو زخمی کیا اور ہمارے خون کے آنسو بہائے۔ اور ہمارے عزیز ترین کو کربلا کی زمین میں خوار کیا۔ اس سرزمین نے ہمیں قیامت تک کے لئے مصیبت و غم و رشت میں دی ہیں۔ گریہ کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ حسینؑ جیسے ہی پر گریہ کریں۔ کیونکہ حسینؑ پر گریہ کرنا بڑے بڑے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

حضرت امام حسینؑ کی زیارت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

● إِنَّ زِيَارَةَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ أَفْضَلِ

مَا يَكُونُ مِنَ الْأَعْمَالِ. کامل زیارت ۱۴۷۸

بے شک امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا افضل ترین اعمال میں شامل

—

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔

● مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ مَسْكَنُهُ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ الْجَنَّةَ،

فَلَا يَدْعُ زِيَارَةَ الْمَظْلُومِ. قُلْتُ: وَمَنْ هُوَ؟ قَالَ:

الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ صَاحِبُ كَرْبَلَا....

کامل زیارت ۱۴۷۸

جو کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا ٹھکانہ اور گھر جنت میں ہو اسے چاہئے کہ
مظلوم کی زیارت ترک نہ کرے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا وہ کون ہے؟
فرمایا حسین بن علی کرطادوالے!

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

يُزُورُوا الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا تَجْفُوهُ. فَإِنَّهُ سَيُدْ شَبَابِ
أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْخَلْقِ وَسَيُدُّ الشُّهَدَاءِ.

کامل الزیارات ۱۰۶

امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرو (زیارت سے روگردانی کر کے) ان پر علم
مت کرو کیونکہ آپ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور سید الشہداء بھی آپ ہی
ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

مَنْ أَرَادَ اللَّهُ بِهِ الْخَيْرَ، قَذَفَ فِي قَلْبِهِ حُبَّ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَحُبَّ زِيَارَتِهِ.

کامل الزیارات ۱۲۲

خداوند عالم جس کسی کی بھلائی چاہتا ہے اس کے دل میں حسینؑ کی محبت ڈال
دیتا ہے اور اس کی زیارت کا مشاق بناتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

«يَا سَلِيْرُ، وَمَا عَلَيْكَ أَنْ تَزُوْرَ قَبْرَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلَّ جُمُعَةٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً؟ قُلْتُ: جِئْتُ فِدَاكَ؛ إِنْ تَيْتَنَا وَتَيْتَنَّا فَرَايِخَ كَثِيْرَةً. فَقَالَ: تَصْعَدُ فَوْقَ سَطْحِكَ ثُمَّ تَلْتَفِتُ بَعْنَةً وَيُسْرَةً. ثُمَّ تَزْفَعُ رَأْسَكَ إِلَى السَّمَاءِ. ثُمَّ تَتَحَرَّى نَحْوَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ. ثُمَّ تَقُولُ: «السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ! السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ» يُكْتَسَبُ لَكَ زَوْزَةٌ وَالزَّوْزَةُ حَاجَةٌ وَعُسْرَةٌ. قَالَ سَلِيْرٌ: فَرُبَّمَا فَعَلْتُهُ فِي النَّهَارِ أَكْثَرَ مِنْ عِشْرِينَ مَرَّةً.

کامل الزیارات، ۲۸۷/۲، من

لا یخسرہ الفقیہ ۵۹۶۲

اے سدر! ہمیں کیا ہوا جو ایک ہفتے میں پانچ مرتبہ یا روزانہ ایک دفعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت نہیں کرتے ہو۔ (سدر کہتا ہے میں نے کہا) میں آپ پر قریان ہو جاؤں زیادہ فاصلہ مانع ہے۔ آپ نے فرمایا اپنے گھر کے کونٹے پر جا کر دائیں بائیں منہ کر کے پھر کر بلا کی طرف رخ کر کے کہو۔
 ”السلام علیک یا ابا عبد اللہ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“

اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے نامہ اعمال میں ایک ذورہ لکھا جائے گا اور ذورہ سے مراد ایک حج اور ایک عمرہ ہے۔ سدیر نے کہا اگر ایسا ہے تو میں ایک دن میں بیس مرتبہ ایسا کروں گا۔

امام حسینؑ کی سورت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔

● اِقْرَؤْا سُوْرَةَ الْقَوْبِرِ فِیْ قَدْرِ انْصِحْکُمْ وَ تَوَافِیْکُمْ۔ فَبِاَنْہَا سُوْرَةُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِیٍّ۔ وَ ارْغَبُوا فِیْہَا رَحِمَکُمُ اللّٰہُ۔
فَقَالَ لَہٗ اَبُو اَسَامَۃٍ - وَ کَانَ حَاضِرًا اَلْتَّجِلِّیْنَ - : کَیْفَ صَارَتْ ہِذِہِ السُّوْرَةُ یَذْجِیْہَا خَاصَّةً؟
فَقَالَ ذَا لَا تَسْمَعُ اِلٰی قَوْلِہِ تَعَالٰی: «يَا اَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ اَرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْہِ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ»؟! اِنَّمَا یَعْنِی الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِیٍّ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا۔ فَہُوَ ذُو النَّفْسِ الْمُطْمَئِنَّۃِ الرَّاضِیَۃِ الْمَرْضِیَۃِ۔ وَ اَصْحَابُہٗ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِمُ، الرَّاضُونَ عَنِ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَ ہُوَ رَاضٍ عَنْہُمْ۔
ہِذِہِ السُّوْرَةُ فِی الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِیٍّ وَ شَبَّاعِیْہِ وَ شِیعَیْہِ
آلِ مُحَمَّدٍ خَاصَّةً۔ مَنْ اَذْمَنَ قِرَآءَۃَ «الْاَبْسَرِ» کَانَ مَعَ

الْحُسَيْنِ فِي دَرَجَتِهِ فِي الدِّينِ . إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ .

تأویلات الآيات ۷۹-۸۴

اپنی فجر کی واجب اور مستحب نمازوں میں سورہ فجر پڑھا کرو کیونکہ یہ سورہ حسین بن علی کا سورہ ہے۔ خدا تم پر رحم کرے تم اس کی طرف رغبت کرو۔ اس وقت ابواسامہ مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے پوچھا کس بنا پر یہ سورہ حسین علیہ السلام سے مخصوص ہے؟ فرمایا تم نے آیت

نہیں سنا ہے؟ اس آیت میں خداوند عالم نے حسین بن علیؑ کو ہی مصداق قرار دیا ہے۔ وہی نفس مطمئنہ کے مالک ہیں۔ خدا ان سے راضی ہے۔ وہ خدا سے راضی ہیں۔ یہ سورہ حسین بن علیؑ اس کے شیعوں اور آل محمد کے شیعوں سے مخصوص ہے۔ جو کوئی فجر کی نماز میں سورہ فجر کو مداومت کے ساتھ پڑھے گا جنت میں اس کا درجہ حسین علیہ السلام کے ساتھ ہوگا اور بے شک اللہ عزت والا اور حکمت والا ہے۔

السلام علی الحسنینؑ
وعلی علی ابن الحسنینؑ
وعلی اولاد الحسنینؑ
وعلی اصحاب الحسنینؑ



الحرمین پبلشرز پاکستان

پوسٹ بکس 15556

پوسٹ کوڈ 75530

کراچی پاکستان